★ — خواجہ عبدالحمید صاحب

تاریخ قادیان

(۳)

رَب قادیان پر مقدمہ :

چنانچہ اس نے رَب کا میلہ کیا۔ اپنے ہندو لیڈروں کو بُلوا کر کرشن قادیانی کی تردید کروائی۔ اور اشتہار شائع کیا۔

جس پر مرزائیوں نے احتجاج کیا اور حکومت انگریزی (جو مرزائیوں کی خود کاشتہ پودے کے طور پر پرورش کرتی تھی) نے رب قادیان کے نام پر اس کے خلاف مقدمہ چلایا۔ مقدمہ میں پنڈت گنج لعل نے یہ پوزیشن لی کہ منشی غلام احمد متنبی قادیان و کرشن قادیانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ہندوؤں کا پرمیشور" ناف سے دس انگل نیچے ہے" (*Ten fingers down the navel*)

اگر ہمارے پرمیشور کو آلہ تناسل کہا جا سکتا ہے۔ تو مجھے رَب قادیان لکھنے اور منشی غلام احمد کا نام "پونڈرو" رکھنے سے کون روک سکتا ہے۔ اور میں عدالت جناب اے۔ ڈی۔ ایم صاحب گورداسپور میں بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان کو طلب کرتا ہوں۔ وہ تشریح کرے۔

کہ ہندوؤں کا پرمیشور ناف سے دس انگل نیچے لکھنا دِل آزاری ہے یا "پونڈرو" جس نے اپنی دم کے ساتھ لنکا کو آگ لگائی۔

چنانچہ جب رب قادیان نے اپنی صفائی میں خلیفہ قادیان کو عدالت میں طلب کرنے پر

اصرار کیا تو حکومت انگریزی نے رّب قادیان سے یہ مقدمہ واپس لے لیا اور پنڈت جی کو بری کر دیا گیا۔

اُس دن سے اُس نے اپنے ہمراہ لاٹھی رکھی جس پہ ٹین کا پنجہ لگوایا اس پنجہ پہ موٹے حروف میں بورڈ کی شکل میں دونوں طرف رب قادیان لکھوایا۔ اور وُہ ہر

شکل ملاحظہ ہو:

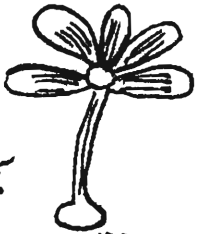

رّب قادیان — رب قادیان

بحروف اُردو — بحروف ہندی

وقت اس لاٹھی کو اپنے ہمراہ بطور اپنے تعارف کے رکھتا۔ اور اُس نے ہندوؤں اگنی دَل کی تحریک چلائی اور والنیٹرز کور بنائی۔

اس کور کے نعرے تھے رّب قادیان امر رہے۔ یعنی زندہ باد

اگنی میٹرے = ہر ہر مہادیو

ان والنیٹروں کے سر پہ پیلے رنگ کی ٹوپیاں ہوتی تھیں

قادیان کے باغ :

اس طرح سے وُہ منشی غلام احمد کے دعوے کو شن کا بُطلان کرتا تھا۔ قادیان میں مرزائیوں کے دو باغ مشہور تھے :۔

(۱) بڑا باغ یعنی بہشتی مقبرہ کا باغ (۲) نواب محمد علی کا باغ

ہندوؤں کے تین باغ تھے : (۱) باغ بادیاں۔ جو قادیان کے مشرقی جانب تھا۔۔ (۲) باغ برہمناں۔ جو قادیان کے غربی جانب بٹالہ کی سڑک پر واقع تھا۔ اس باغ کے مقابل پہ خاکروبوں کا باغ تھا۔

خاکروبوں کے باغ میں پیڑے شاہ خاکروب رہتا تھا۔ جو بازاروں میں عام طور پہ بڑے زور سے ساتھ گاتا تھا۔

اُگی بوٹی گھا دی ـــــــ یعنی گھاس کی بوٹی اُگی

دیالی پیڑے شاہ دی ـــــــ اور دیالی پیڑے شاہ کی ہے

پیر شاہ کی بیوی کا نام دیالی تھا۔ وہ اپنے باغ میں خاکروبوں کا میلہ کرواتا۔ مرزا امام الدین جو منشی غلام احمد کے رشتہ داروں میں تھا، وہ خاکروبوں کا پیر بن گیا تھا۔

(۳) تیسرا باغ ہندوؤں کا مغربی جانب۔ اینٹوں کے اڈے کے قریب مسلمانوں کی عیدگاہ کے راستہ میں تھا۔ جہاں ہندوؤں کا مندر تھا اور اس مندر میں بہت بڑا بُت تھا۔ جس کو شیولنگ کہتے تھے۔ (Shiwling)

مسلمانوں کے باغ :

(۱) قادیان میں دو باغ مسلمانوں کے تھے۔ جو بہت مشہور تھے۔

(۱) مرزا کمال الدین کا باغ جو بہشتی مقبرہ کے باغ کے مغربی جانب۔ برلب سڑک موضع کاہلواں تھا۔ مرزا کمال الدین۔ منشی غلام احمد کے رشتہ داروں میں تھا۔ مرزا کمال الدین نے اپنا آلہ تناسل کٹوا دیا اور پیروں فقیروں میں شامل ہو گیا تھا۔

(۲) دوسرا باغ بہشتی مقبرہ کے متصل و بالمقابل برلب سڑک موضع ننگل کلاں تھا۔ جو پیر شاہ چراغ صاحب کے نام پر مشہور تھا۔ پیر شاہ چراغ صاحب مسلمانوں کے مقتدر خاندان میں تھے ختم نبوت کے جان نثاروں میں بہت بااثر اور مرنجاں مرنج تھے۔ اب ضلع سیالکوٹ کی طرف ہجرت کر کے گئے جہاں ان کے مرید تھے۔ پیر صاحب پاکستان بننے کے بعد فوت ہو گئے ان کے لڑکے کا نام میاں محمد اسلم ہے جو علاقہ سیالکوٹ کی طرف زمینداری کرتے ہیں (اگر کوئی صاحب ان کا پتہ دیدیں تو مشکور ہوں گا)

بوڑھی صاحب : مرزائیوں کے محلہ دارالانوار ہیں۔ جو ایک طرح سے قادیان کا سول لائن تھا۔ جس میں مرزائی آفیسران کی کوٹھیاں تھیں اور سر ظفر اللہ کی میاں محمود احمد۔ میاں بشیر احمد۔ پسران منشی غلام احمد کی کوٹھیاں تھیں، میاں ناصر احمد موجودہ خلیفہ ربوہ کی بھی کوٹھی تھی، یہ جدید مغربی طرز جیسے فرانسیسی برطانوی طرز کی کوٹھیاں تھیں۔

جب مرزائیوں نے وہاں کوٹھیاں تعمیر کیں تو سکھوں نے وہاں ایک بوڑھی درخت پر اپنا گردوارہ بنالیا اور بوڑھی صاحبہ مشہور کر کے اپنا سالانہ دیوان وہاں کرنے لگ

گئے۔ چنانچہ ۱۹۳۵/۱۹۳۶ء میں سکھوں نے بوڑھی صاحب کا میلہ کیا۔ اور سکھوں کے مشہور لیڈر سردار کھڑک سنگھ کو بلوایا اور اس کا ہاتھی پر جلوس نکالا بے شمار سکھ لوگ دیہات سے جمع ہونے شروع ہوگئے۔ ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری مرزائیوں کے کہنے پر نافذ کردی۔ اور بازاروں میں پولیس فورس بھیج دی کہ سکھوں کے لیڈر سردار کھڑک سنگھ آئیں تو ان کو کہہ دیا جائے کہ قادیان میں دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے یہاں سے نہ گذریں بلکہ قادیان شہر سے باہر ہوکر جائیں سکھوں کو یہ بات ناگوار گذری انہوں نے ڈپٹی کمشنر کو لکھ دیا کہ ہم قادیان کے بازار سے گذر کر جائیں گے یہ عام راستہ ہے۔ یہ ریاست نہیں ہے۔ چنانچہ سکھوں نے دفعہ ۱۴۴ توڑ دی اور مرزائیوں کی کوٹھیوں کے قریب سڑک پر ہوتے ہوئے بوڑھی صاحب (یہ بوہڑ کا درخت تھا) پہونچ گئے اور اپنا دیوان یعنی جلسہ کر لیا۔ اس کے بعد سکھ عام اس راستہ سے گذرتے تھے مگر کوئی روک نہیں تھی، اور ہر سال بوڑھی صاحب کا میلہ ہوتا اور متنبی غلام احمد کی نبوت جھوٹی ثابت ہوئی۔ جب یہ جماعت اپنے گھر میں اسلام کا غلبہ نہ قائم کر سکی۔ تو یورپ میں تبلیغی ڈھونگ سے کیا فائدہ۔ بس سیاسی مفادات نبوت کے نام پر حاصل کرنے تھے جو انگریزوں سے حاصل کر لئے۔

ریاست قادیان:

مرزا غلام احمد متنبی قادیان کے دعوائے نبوت مہدویت۔ مسیح موعود۔ کرشن وغیرہ وغیرہ۔ کو قادیان کے مسلمانوں میں سے سوائے تین چار خاندانوں کے کسی نے قبول نہیں کیا۔ مرزا غلام احمد متنبی کے ماننے والے گمراہ لوگ۔ نوے فیصدی باہر سے آکر آباد ہوتے تھے۔ جن میں اکثریت سرکاری ملازمین کی تھی۔ جو مختلف محکمہ جات کے لوگ تھے۔ چونکہ حکومت کرنے کی خو بو ان کے دماغوں میں تھی۔ اس لئے یہ مثیل اسرائیل قادیان کو ایک ریاست کی شکل دے رہے تھے۔ انہوں نے آتے ہی اپنے سرمایہ اور اقتدار کے زور پر غیر مرزائیوں پر تسلط جمانے کی کوشش کی۔ اور ایک قسم کی خانہ جنگی کو ہوا دی۔

مرزا محمود پسر مرزا غلام احمد کو تو ریاست بنانے کا پورا مالیخولیا ہو چکا تھا،

انگریزی حکومت کے کھونٹے پر نیم قسم کی ریاست قائم کر لی۔ اور قادیان کے ارد گرد زمینوں کی خرید و فروخت کا محکمہ بنایا اور لاکھوں روپوں کا منافع اپنے مریدوں سے ہی کمایا۔ اُن کو زمینوں پر قبضہ تو مکان۔ دوکان۔ یا دیگر کاروبار کے لیئے دے دیا۔ مگر انگریزی قانون کے مطابق جائیدادوں کی رجسٹریاں یا انتقالات ان کے نام نہیں کرواسکے۔ اور وہ مزارعوں کی صورت میں یا ادنیٰ مالک کی حیثیت سے بصورت دخیلکار آباد تھے۔ ملکیت ان کے نام کاغذات مال میں نہ تھی۔ اس لیئے اگر کوئی مرزائی۔ توبہ۔ تائب ہو کر مرزائیت کے پھندے سے نکلنا چاہتا۔ تو سب سے پہلے اس کو اپنے مکان دوکان یا دیگر کاروبار کی جائیداد سے ہاتھ دھونا پڑتا تھا۔ اگر کوئی مرزائی کاروبار کرتا تو ہزاروں روپے کا اُدھار مرزائیوں کو دیدیتا اگر وہ توبہ تائب ہونے کی طرف توجہ کرے تو اس کا سارا کاروبار ختم ہوجاتا اور وصولی کی کوئی امید نہ ہوتی۔ اس لیئے وہ خود بخود ہی قادیان بدر ہوجاتا اور اس مجبوری کی وجہ مرزائیوں کے حسن بن صباحی جال سے نکلنا مشکل ہوجاتا۔ پھر جب مرزائی باہر سے آکر آباد ہوتے ان کی رشتہ داریاں۔ مرزائیوں کے ساتھ ہوتیں۔ لڑکے لڑکیوں کی شادیاں ہوجانے پر توبہ تائب ہونے والوں کو رشتہ داروں کی اندرونی مخالفت و مصائب کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اور اس کی زندگی اجیرن ہوجاتی تھی۔ لہذا اس مشکل کے پیش نظر بھی اس کو دم گھٹ کر بھی مرزائی رہنا پڑتا تھا۔ اور وہ اعلانِ توبہ نہیں کر سکتا تھا۔ پھر سب سے بڑی مشکل۔ زن۔ زر۔ زمین۔ چھوٹنے کے علاوہ مرزائیوں کے حلقہ میں رہ کر وہ بائیکاٹ کی چکی میں آجاتا۔ اور "مقاطع" جو مرزا محمود خلیفہ قادیان کا خالص سیاسی حربہ تھا۔ اس کا شکار ہونا پڑتا تھا۔